



Sociology & Cultural Research Review (SCRR)

Available Online: <https://scrrjournal.com>

Print ISSN: [3007-3103](#) Online ISSN: [3007-3111](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)



Social Media and Child Upbringing: Islamic Intellectual and Practical Strategy for Parents

سوشل میڈیا اور تربیتِ اولاد: والدین کے لیے اسلامی فکری و عملی حکمتِ عملی

Naeed Iqbal

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies
Kohat University of Science & Technology (KUST), Kohat
tknaheed@gmail.com

Dr. Qazi Abdul Manan

Assistant Professor (Chairman), Department of Islamic Studies
Kohat University of Science & Technology (KUST), Kohat
dr.manan@kust.edu.pk

Abstract:

This research paper explores the impact of social media on children's moral and psychological development. It identifies the challenges of unhealthy digital usage and proposes an Islamic framework for parents to navigate these issues. The study argues that rather than complete avoidance, parents should adopt a strategy of "moderate monitoring" combined with fostering mutual trust. The paper provides practical recommendations, emphasizing the integration of Islamic values with modern parental control tools to ensure a balanced upbringing in the digital age.

تمہید:

موجودہ دور میں سوشل میڈیا زندگی کے تمام شعبوں پر اثر انداز ہو رہا ہے، جہاں اس نے رابطوں کو آسان بنایا ہے وہیں نئی نسل کی فکری، اخلاقی اور نفسیاتی تربیت کے لیے شدید چیلنجز بھی کھڑے کر دیے ہیں۔ ایسے ماحول میں اولاد کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا والدین کے لیے ایک کٹھن مرحلہ بن چکا ہے، جس کے لیے محض روایتی طریقے کافی نہیں ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے سوشل میڈیا کے دور میں تربیتِ اولاد کے حوالے سے والدین کے لیے ایک جامع اسلامی فکری و عملی حکمتِ عملی پیش کی گئی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے اصول اور طریقے وضع کرنا ہے جن پر عمل کر کے والدین اپنے بچوں کو سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے محفوظ رکھ سکیں اور ان کی بہترین اسلامی خطوط پر پرورش ممکن بنا سکیں۔

موضوع کا پس منظر

عصرِ حاضر میں ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ نے انسانی تہذیب و تمدن پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اکیسویں صدی میں "سوشل میڈیا" ایک ایسے عالمی پلیٹ فارم کے طور پر ابھر رہا ہے جس نے مواصلات، معلومات کے تبادلے اور سماجی تعلقات کے روایتی ڈھانچوں کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ آج کا بچہ، جسے ہم "ڈیجیٹل نسل" (Digital Generation) کہہ سکتے ہیں، ہوش سنبھالتے ہی اس ورچوئل دنیا سے متعارف ہو جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز، مثلاً فیس بک، یوٹیوب، اور ٹک ٹاک، اب محض تفریح کے ذرائع نہیں رہے بلکہ یہ بچوں کی شخصیت، سوچ اور رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

تاہم، اس تکنیکی ترقی کے ساتھ ساتھ تربیتِ اولاد کا عمل ایک نئے اور پیچیدہ دور میں داخل ہو چکا ہے۔ ماضی میں والدین کی نگرانی کا دائرہ کار گھر کی چار دیواری تک محدود تھا، لیکن اب سوشل میڈیا نے گھر کے ہر فرد کے ہاتھ میں ایک ایسی کھڑکی تھما دی ہے جو اسے دنیا بھر کے افکار، ثقافتوں اور اخلاقی چیلنجوں سے براہِ راست جوڑتی ہے۔¹

مسئلہ تحقیق (Problem Statement)

اس تحقیق کا مرکزی مسئلہ بچوں میں سوشل میڈیا کے "غیر صحت مندانہ استعمال (Unhealthy Use)" کے سنگین مضمرات ہیں۔ غیر صحت مندانہ استعمال سے مراد محض وقت کا ضیاع نہیں، بلکہ اس کا وہ استعمال ہے جو بچے کو اس کی فطری صلاحیتوں، تعلیمی ذمہ داریوں، اور اخلاقی اقدار سے دور کر دے۔ اس مسئلے کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سوشل میڈیا پر غیر محدود رسائی بچوں میں نفسیاتی مسائل، جیسے کہ "خوفِ فوت (FOMO)"، ذہنی سکون میں کمی اور خود اعتمادی کے فقدان کو جنم دے رہی ہے۔²

اسلامی تعلیمات، قرآن اور سنت کی روشنی میں اولاد کی تربیت کے وہ کون سے اصولی منبج ہیں جو جدید دور کی ڈیجیٹل نگرانی (Monitoring) میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں؟

والدین کے لیے سوشل میڈیا کے تناظر میں ایسی کون سی عملی حکمتِ عملی وضع کی جاسکتی ہے جو بچوں کے تحفظ اور ان کی متوازن نشوونما کو یقینی بنائے؟

سوشل میڈیا کے اثرات کا تجزیاتی جائزہ

سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال بچوں کی شخصیت کے تین اہم پہلوؤں کو بری طرح متاثر کر رہا ہے:

نفسیاتی اور ذہنی اثرات

سوشل میڈیا پر غیر محدود وقت گزارنا بچوں میں "خوفِ فوت (FOMO - Fear of Missing Out)" کو جنم دیتا ہے۔ بچے ہر لمحہ یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ کسی اہم چیز سے محروم رہ رہا ہے، جس کی وجہ سے اس کی توجہ اپنے تعلیمی کاموں سے ہٹ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، سوشل میڈیا پر دوسروں کی "مثالی زندگی" (جو اکثر مصنوعی ہوتی ہے) دیکھ کر بچوں میں احساسِ کمتری پیدا ہوتا ہے، جو ان کی خود اعتمادی کو ختم کر دیتا ہے۔

اخلاقی اور سماجی اثرات

سوشل میڈیا کا سب سے بڑا اخلاقی نقصان "حیا" کے تصور کا کمزور ہونا ہے۔ غیر محرم افراد سے بلا روک ٹوک رابطہ اور غیر اسلامی ثقافت کے فروغ سے بچوں کی اخلاقی حس متاثر ہوتی ہے۔ سماجی طور پر، بچے اپنے حقیقی خاندان سے دور ہو کر وچوئل دوستوں کی دنیا میں کھو جاتا ہے، جس سے خاندانی ہم آہنگی اور بڑوں کا ادب جیسے اقدار ختم ہونے لگتے ہیں۔³

دینی اور روحانی اثرات

دین سے دوری کا سب سے بڑا سبب سوشل میڈیا کا وہ مواد ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ جب بچہ سوشل میڈیا پر اپنے دین کے خلاف یا غیر اخلاقی مواد دیکھتا ہے، تو اس کے ذہن میں اپنے عقائد کے بارے میں سوالات جنم لیتے ہیں۔ مسلسل مشغولیت کی وجہ سے نماز اور دیگر عبادات کا اہتمام بھی متاثر ہوتا ہے، جو بچے کی روحانی نشوونما میں بڑی رکاوٹ ہے۔

والدین کو درپیش چیلنجز

والدین کے لیے یہ دور ماضی کی نسبت زیادہ کٹھن ہے کیونکہ:

ڈیجیٹل ناخواندگی: بہت سے والدین خود سوشل میڈیا کے ٹولز اور ان کے خطرات سے پوری طرح واقف نہیں ہیں، جس کی وجہ سے وہ بچوں کی مؤثر نگرانی نہیں کر

پاتے۔

¹ صدیقی، عائشہ: سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال، یونیورسل پبلیشرز، کراچی، 2024، ص: 56

² فاروقی، ضیاء اللہ: جدید دور میں والدین کی ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، پشاور، 2022، ص: 134

³ محمود، خالد: بچوں کی نفسیات اور سوشل میڈیا کا کردار، نفسیاتی علمی ادارہ، لاہور، 2023، ص: 88

ثقافتی پیغام: والدین اگر ایک حد مقرر کرنا چاہیں بھی، تو معاشرتی دباؤ (Peer Pressure) اور ہر بچے کے پاس اسمارٹ فون ہونے کی وجہ سے یہ کام مشکل ہو جاتا ہے۔ تعلیمی اداروں اور گھر میں ہم آہنگی کا فقدان: گھر میں بچہ جو اخلاقیات سیکھتا ہے، سوشل میڈیا اور بعض اوقات تعلیمی اداروں کا ماحول اس کے برعکس ہوتا ہے، جس سے بچہ ذہنی کشمکش کا شکار رہتا ہے۔⁴

اولاد کی تربیت: شرعی اور اخلاقی فریضہ کا تصور

اسلام میں اولاد کی تربیت محض ایک فطری عمل نہیں بلکہ ایک بھاری ذمہ داری اور عظیم امانت ہے، جس کا جواب دہ ہر والدین کو اللہ کے حضور ہونا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔" یہ آیت کریمہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ والدین صرف جسمانی پرورش کے ذمہ دار نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی حفاظت کے بھی جوابدہ ہیں۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا کے فتنے ان شعلوں کی مانند ہیں جو گھر کی چار دیواری کے اندر ایمان و حیا کو نشانہ بنا رہے ہیں، اور انہیں روکنا والدین کا اولین شرعی فریضہ ہے۔⁵

تربیت اولاد کا اصل مقصد بچے کے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی محبت پیدا کرنا ہے، تاکہ وہ ہر حال میں اپنے اخلاق کو پاکیزہ رکھ سکے۔ جب بچہ یہ شعور حاصل کر لیتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے خالق کی نگاہ میں ہے، تو سوشل میڈیا پر موجود گمراہ کن مواد اس کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی تربیت میں ان اصولوں کو شامل کریں جو نبی کریم ﷺ نے سکھائے ہیں، یعنی صبر، شفقت، اور اعتدال۔ جب تربیت کی بنیاد مضبوط دینی اقدار پر استوار ہوتی ہے، تو بچہ دنیا کی چکا چوند اور سوشل میڈیا کی مصنوعی زندگی سے متاثر ہوئے بغیر اپنے دین پر قائم رہتا ہے۔

موجودہ ڈیجیٹل دور میں تربیت کا تصور روایتی طریقوں سے بہت آگے نکل چکا ہے، کیونکہ اب چیٹنگ گھر کے باہر سے زیادہ گھر کے اندر موجود اسکریمنوں سے ہے۔ والدین کو یہ سمجھنا ہو گا کہ ان کی غفلت کا مطلب بچے کو ڈیجیٹل طوفان کے حوالے کر دینا ہے، جس سے اس کا مستقبل تاریک ہو سکتا ہے۔ تربیت کا تقاضا ہے کہ والدین جدید ٹیکنالوجی کے نقصانات سے خود بھی آگاہ ہوں اور بچوں کو بھی ان خطرات سے بروقت مطلع کریں۔ جب والدین اپنی اس اخلاقی ذمہ داری کو پورے احساسِ زیاں کے ساتھ ادا کریں گے، تبھی معاشرے میں ایک ایسی نسل تیار ہو سکے گی جو ٹیکنالوجی کو اپنے دین اور اخلاق کے تابع رکھے گی۔

والدین بطور "نگران" : حدیث نبوی کی روشنی میں ذمہ داری

اسلامی شریعت میں والدین کو اپنی اولاد کا "راعی" یعنی نگران قرار دیا گیا ہے، جس کی بنیادی ذمہ داری اپنی رعایا کی حفاظت کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔" اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولاد کی ہر سرگرمی، خاص طور پر سوشل میڈیا پر ان کا وقت گزارنا، والدین کی نگرانی کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ اگر والدین نے اس ڈیجیٹل دور میں اپنی اولاد کی اخلاقی اور دینی حفاظت میں غفلت برتی، تو وہ عند اللہ جوابدہ ہوں گے، کیونکہ نگرانی کا مطلب محض ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنا نہیں بلکہ ان کے ذہنوں کی حفاظت کرنا ہے۔⁶

آج کے دور میں نگرانی کا مطلب بچے پر غیر ضروری پابندیاں لگانا نہیں بلکہ ایک ایسا حفاظتی حصار قائم کرنا ہے جو اسے فحاشی اور گمراہی سے دور رکھے۔ اولاد کی اخلاقی گراؤ کا ایک بڑا سبب والدین کا ان کی آن لائن سرگرمیوں سے لاتعلقی رہنا ہے والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی سے خود کو بھی آگاہ رکھیں تاکہ وہ جان سکیں کہ بچہ کن ویب سائٹس یا ایپس کا استعمال کر رہا ہے۔ جب والدین اپنی نگرانی کے عمل کو دوستانہ اور مشفقانہ انداز میں انجام دیتے ہیں، تو بچہ خود کو محفوظ محسوس کرتا ہے اور والدین سے چھپ کر سوشل میڈیا استعمال کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

قیامت کے دن والدین سے ان کی اولاد کے بارے میں سوال ہونا ایک اٹل حقیقت ہے، جس کا تقاضا ہے کہ والدین اپنی اولاد کی تربیت اور نگرانی کو اپنی زندگی کا سب سے اہم مشن بنالیں۔ ڈاکٹر عبد الحمید ظفر کے مطابق، والدین کی نگرانی کا نظام اللہ کے نظام عدل سے جڑا ہوا ہے اور اولاد کی تربیت میں کوتاہی براہِ راست والدین کی آخرت کو

⁴ یوسف، حمیرا: موجودہ معاشرہ اور خاندانی اقدار، سماجی مطالعہ پبلیشرز، کوئٹہ، 2023، ص: 60

⁵ سورۃ التحریم: 6

⁶ صحیح بخاری، حدیث: 893

متاثر کرتی ہے۔ ایک ذمہ دار نگران وہی ہے جو بروقت خطرے کو بھانپ لے اور سوشل میڈیا کے ذریعے پہنچنے والی اخلاقی تباہ کاریوں سے اپنے گھر کو بچائے رکھے۔ والدین کا یہ عمل نہ صرف بچے کو ایک بہتر انسان بناتا ہے بلکہ اسے آخرت کی کامیابی کی راہ پر گامزن کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔⁷

گھر کا ماحول: ڈیجیٹل فتنوں کے خلاف پہلا دفاعی حصار

گھر کا ماحول بچے کی شخصیت سازی میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے اور یہی پہلا دفاعی حصار ہے جو اسے بیرونی ڈیجیٹل فتنوں سے بچاتا ہے۔ جب گھر کے اندر باہمی محبت، احترام اور دینی اقدار کی پاسداری موجود ہوتی ہے، تو بچہ جذباتی طور پر خود کو مستحکم محسوس کرتا ہے اور اسے سوشل میڈیا کی مصنوعی دنیا میں توجہ ڈھونڈنے کی حاجت نہیں رہتی۔ تربیت کے ماہرین کا ماننا ہے کہ اگر گھر کا ماحول پرسکون ہو، تو بچہ بیرونی دنیا کے غیر اخلاقی مواد سے متاثر ہونے کے بجائے اپنے گھر کی اقدار کو ترجیح دیتا ہے۔⁸

گھر میں دینی شعور کو زندہ رکھنا سوشل میڈیا کے گمراہ کن نظریات کا بہترین توڑ ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ نماز، تلاوت قرآن اور سیرت طیبہ پر مبنی گفتگو کو روزانہ کا معمول بنائیں تاکہ بچہ گھر میں ہر سوال کا تسلی بخش جواب پاسکے۔ جب بچہ اپنے گھر میں علمی اور روحانی سکون پاتا ہے، تو وہ سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلانے والے شکوک و شبہات سے خود کو محفوظ رکھتا ہے، کیونکہ اس کے پاس حق کی پہچان کے لیے گھر کا ایک مضبوط نظام موجود ہوتا ہے۔⁹

گھر کو ایک "محفوظ پناہ گاہ" بنانے کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو تعمیری مشاغل میں مصروف رکھیں۔ جب بچہ گھر میں کتاب خوانی، خاندانی مشورے، یا گھر کے کاموں میں دلچسپی لینے لگتا ہے، تو اس کے پاس سوشل میڈیا پر فضول وقت گزارنے کے لیے فرصت نہیں بچتی۔ والدین کا یہ عمل اقدام بچے کو سوشل میڈیا کے چنگل سے نکال کر ایک فعال اور ذمہ دار انسان بناتا ہے، اور یہی وہ بنیاد ہے جو اسے ڈیجیٹل بگاڑ کے سامنے کھڑے رہنے کی قوت فراہم کرتی ہے۔¹⁰

والدین کی ڈیجیٹل تربیت اور ٹیکنالوجی سے آگاہی

آج کے دور میں والدین کے لیے ڈیجیٹل ناخواندگی ایک بڑا خطرہ ہے، کیونکہ اگر وہ خود سوشل میڈیا کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوں گے تو بچوں کی مؤثر نگرانی ناممکن ہے۔ ٹیکنالوجی کی آگاہی کا مطلب یہ نہیں کہ والدین سوشل میڈیا کے ماہر بن جائیں، بلکہ ان کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان خطرات کو سمجھیں جو بچوں کے ذہنوں اور اخلاق کو تباہ کر سکتے ہیں۔ جب والدین خود ٹیکنالوجی کے منفی اور مثبت پہلوؤں سے باخبر ہوتے ہیں، تبھی وہ بچے کو درست رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

والدین کو ٹیکنالوجی کے سیکورٹی فیچرز اور پیرنٹل کنٹرول (Parental Controls) کے بارے میں علم ہونا ایک دینی اور اخلاقی ضرورت ہے۔ اگر والدین تکنیکی پیچیدگیوں سے گھبرا کر بچوں کو بغیر کسی نگرانی کے موبائل استعمال کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں، تو یہ ایک بڑی غفلت ہے۔ والدین کا باخبر ہونا بچے کے لیے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے، کیونکہ وہ جان سکیں گے کہ بچہ کن ایپس کا استعمال کر رہا ہے اور کیا وہ کسی آن لائن خطرے کا شکار تو نہیں ہو رہا۔¹¹

ڈیجیٹل تربیت کا ایک اہم پہلو سوشل میڈیا کے نفسیاتی اثرات کو سمجھنا ہے، تاکہ والدین بچے کے بدلتے ہوئے رویوں کو بروقت پہچان سکیں۔ جب والدین خود ان چیزوں سے آگاہ ہوتے ہیں، تو وہ بچے کا دوست بن کر اسے اعتماد میں لیتے ہیں، جس سے بچہ اپنے تمام ڈیجیٹل مسائل والدین کے سامنے رکھنے میں جھجک محسوس نہیں کرتا۔ والدین کی یہ آگاہی ہی ایک محفوظ مستقبل کی ضمانت ہے، جو بچے کو ڈیجیٹل دنیا کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے "شرعی حدود" کا تعین

سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی حدود کا تعین کرنا آج کے دور میں والدین کی اہم ترین ذمہ داری ہے، کیونکہ ٹیکنالوجی کا بے لگام استعمال دین و ایمان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو واضح کریں کہ انٹرنیٹ کا استعمال صرف علم، مہارت اور ضرورت تک محدود ہونا چاہیے، نہ کہ یہ فحاشی اور وقت کے ضیاع کا ذریعہ

⁷ ظفر، عبدالحمد: اسلام اور تربیتِ اولاد، جلد اول، اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، اسلام آباد، 2023، ص: 156

⁸ قریشی، نعمان۔ (2025)۔ ڈیجیٹل نسل اور ہماری ذمہ داریاں۔ ملتان: بیکن ہاؤس پبلی کیشنز، ص: 88۔

⁹ صدیقی، عائشہ۔ (2024)۔ سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال۔ کراچی: یونیورسٹی پبلیشرز، ص: 56۔

¹⁰ فاروقی، ڈاکٹر ضیاء اللہ۔ (2022)۔ جدید دور میں والدین کی ذمہ داریاں۔ پشاور: اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، ص: 95

¹¹ محمود، ڈاکٹر خالد۔ (2023)۔ بچوں کی نفسیات اور سوشل میڈیا کا کردار۔ لاہور: نفسیاتی علمی ادارہ، ص: 92

ہے۔ جب والدین شرعی حدود (جیسے حیا، غیبت سے اجتناب، اور جھوٹے پروپیگنڈے سے دوری) کو سوشل میڈیا کے استعمال کا معیار بناتے ہیں، تو بچہ خود بخود ان حدود کے اندر رہ کر کام کرنا سیکھ جاتا ہے۔

اسلامی اخلاقیات میں کسی بھی عمل کی بنیاد نیت اور اس کے اثرات پر ہوتی ہے، اور سوشل میڈیا بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں۔ والدین کو بچوں کو سکھانا ہو گا کہ جو مواد شرعاً حرام یا مشتبہ ہے، اس تک رسائی حاصل کرنا گناہ ہے اور اس پر نظر ڈالنا بھی اخلاقی زوال کا باعث ہے۔ یہ حدود صرف پابندیاں نہیں بلکہ بچے کی شخصیت کو پاکیزہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہیں، تاکہ وہ ڈیجیٹل دنیا کی گندگی سے بچ کر اپنی اخلاقی بلندی برقرار رکھ سکے۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو شرعی حدود کا عملی مفہوم سمجھائیں تاکہ وہ ٹیکنالوجی کو اللہ کی نافرمانی کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اس کے لیے والدین کو سوشل میڈیا پر موجود غیر اخلاقی ایپس کو بند کرنے اور ایسے فلٹرز استعمال کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام مخالف مواد کو روک سکیں۔ جب والدین اپنی اولاد کی ڈیجیٹل زندگی میں شرعی حدود کو نافذ کرتے ہیں، تو وہ حقیقت میں بچے کے ایمان اور اخلاق کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔¹²

بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا قیام اور اعتماد سازی

بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا قیام ہی وہ بنیادی راستہ ہے جس کے ذریعے والدین ڈیجیٹل دور کے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ اگر والدین اور اولاد کے درمیان اعتماد کا رشتہ کمزور ہو گا، تو بچہ اپنی ڈیجیٹل مشکلات اور سوشل میڈیا پر پیش آنے والے واقعات کو والدین سے چھپائے گا، جو کہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ دوستانہ ماحول میں بچہ والدین کو اپنا بہترین رہنما سمجھتا ہے اور کسی بھی غلطی یا مشکوک مواد کے سامنے آنے پر بلا جھجک مشورہ مانگتا ہے، جو کہ اصلاح کی پہلی سیڑھی ہے۔

اعتماد سازی کا عمل اس بات کا متقاضی ہے کہ والدین بچوں کی باتوں کو توجہ سے سنیں اور ان کے جذبات کا احترام کریں۔ جب بچہ سوشل میڈیا پر کوئی نئی چیز دیکھتا ہے، تو اسے والدین سے شیئر کرنے کا موقع ماننا چاہیے، تاکہ والدین اسے اچھے اور برے کا فرق بتا سکیں۔ اگر والدین ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ اور تنقید کا رویہ رکھیں گے، تو بچہ سوشل میڈیا پر ایسی دنیا میں پناہ ڈھونڈے گا جہاں اسے کوئی سننے والا ملے۔ لہذا، دوستانہ تعلق ہی سوشل میڈیا کے منفی اثرات کے خلاف سب سے بڑی نفسیاتی ڈھال ہے۔¹³

والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ مل کر کچھ وقت گزاریں اور ان کی آن لائن دلچسپیوں میں شامل ہوں۔ جب والدین بچے کے ساتھ اس کی دلچسپی کی باتیں کرتے ہیں، تو بچہ والدین کو اپنا دوست سمجھنے لگتا ہے اور ان کی بات کو اہمیت دینے لگتا ہے۔ یہی وہ اعتماد ہے جو بچے کو سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے باز رکھتا ہے، کیونکہ وہ اپنے والدین کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھتا ہے۔ دوستانہ تعلقات کا یہ قیام ہی تربیت اولاد کا وہ نبی منہج ہے جو آج کے دور میں بھی سب سے زیادہ کارگر ہے۔

وقت کی تقسیم: سوشل میڈیا بمقابلہ تعمیری سرگرمیاں

وقت اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے اور اس کا ضیاع سوشل میڈیا کے غیر ضروری استعمال کی صورت میں دنیا و آخرت کا نقصان ہے۔ والدین کو بچوں کو یہ سکھانا چاہیے کہ وقت کی تقسیم کس طرح کی جائے کہ پڑھائی، عبادت اور آرام کے ساتھ کچھ وقت تعمیری سرگرمیوں کے لیے بھی بچے۔ جب بچے کو یہ معلوم ہو گا کہ سوشل میڈیا پر غیر محدود وقت گزارنا اس کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے، تو وہ خود ہی اس کے استعمال میں اعتدال لانے کی کوشش کرے گا۔

سوشل میڈیا کے مقابلے میں تعمیری سرگرمیوں کو فروغ دینا والدین کے لیے ایک بہترین حکمت عملی ہے۔ والدین کو بچوں کو کھیلوں، کتاب خوانی، ہنر سیکھنے، یا جسمانی ورزش میں مصروف رکھنا چاہیے تاکہ ان کی توانائیاں مثبت سمت میں خرچ ہوں۔ جب بچہ اپنی صلاحیتوں کو کسی مفید کام میں استعمال کر رہا ہو گا، تو اسے سوشل میڈیا کی ورچوئل دنیا میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ یہ متبادل سرگرمیاں بچے کو سوشل میڈیا کی لت سے چھٹکارا دلانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ مل کر ایک متوازن "ڈیجیٹل روٹین" بنائیں، جس میں سوشل میڈیا کا وقت متعین ہو۔ جب بچہ اپنی ڈیجیٹل زندگی اور حقیقی تعمیری زندگی میں توازن دیکھتا ہے، تو اس کی شخصیت میں بہتری آتی ہے اور وہ سوشل میڈیا کے مضر اثرات سے بچ جاتا ہے۔ وقت کی یہ تقسیم نہ صرف بچے کو نظم و ضبط سکھاتی ہے بلکہ اسے سوشل میڈیا کے غیر صحت مندانہ استعمال سے نکال کر ایک باقاعدہ اور کامیاب زندگی گزارنے کا حوصلہ دیتی ہے۔¹⁴

¹² ناصر، جاوید اقبال: تعلیم اور ڈیجیٹل میڈیا: مسائل اور حل، تعلیمی پریس، فیصل آباد، 2024، ص: 45

¹³ گیلانی، عبدالرحمن: جدید ٹیکنالوجی اور اسلامی ضابطہ اخلاق، دارالسلام پبلی کیشنز، لاہور، 2024، ص: 92

¹⁴ ناصر، جاوید اقبال: تعلیم اور ڈیجیٹل میڈیا: مسائل اور حل، تعلیمی پریس، فیصل آباد، 2024، ص: 57

ثبت سوشل میڈیا کا انتخاب: معلوماتی اور علمی مواد

سوشل میڈیا بذاتِ خود کوئی بری چیز نہیں، بلکہ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم اسے کس مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ والدین کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو سوشل میڈیا کے ایسے پلیٹ فارمز اور چینلز کی نشاندہی کریں جو ان کی علمی اور فکری صلاحیتوں میں اضافہ کر سکیں۔ جب بچہ سوشل میڈیا کو صرف تفریح کے بجائے علم حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہے، تو اس کا وقت ضائع ہونے کے بجائے قیمتی بن جاتا ہے۔

والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ مل کر ایسی ویب سائٹس اور یوٹیوب چینلز تلاش کریں جو اسلام، تاریخ، سائنس اور زبانوں کی مہارت سکھانے میں مددگار ہوں۔ سوشل میڈیا پر موجود معلوماتی ویڈیوز اور مضامین بچے کی تخلیقی سوچ کو جلا بخشتے ہیں اور اسے ایک باخبر فرد بناتے ہیں۔ جب بچے کو سوشل میڈیا میں اپنا مطلب کا مفید مواد مل جاتا ہے، تو وہ غیر اخلاقی اور فضول مواد کی طرف متوجہ ہونے کے امکانات کو خود بخود کم کر دیتا ہے۔

ثبت سوشل میڈیا کے انتخاب کے عمل میں والدین کا کردار ایک "رہنما" کا ہوتا ہے۔ والدین بچوں کو یہ سکھائیں کہ کیسے ایک تحقیق کار بن کر مستند معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے سیکھنے کے نئے دروازے کھولے جاسکتے ہیں۔ یہ عمل نہ صرف بچے کو ڈیجیٹل دور کا ایک فعال طالب علم بناتا ہے بلکہ اسے سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے بچا کر ایک علمی اور روشن مستقبل کی طرف لے جاتا ہے۔¹⁵

گھر میں "ٹیکنالوجی فری زون" اور اوقات کا نظام

گھر کے اندر مخصوص مقامات جیسے کہ کھانے کی میز، سونے کا کمرہ، اور بیٹھک کو "ٹیکنالوجی فری زون" قرار دینا والدین کی بہترین حکمت عملی ہے۔ ان مقامات پر موبائل یا کمپیوٹر کا استعمال ممنوع ہونا چاہیے تاکہ گھر کے ارکان آپس میں گفتگو کر سکیں اور خاندانی رشتوں کو مضبوط بنایا جاسکے۔ جب بچہ دیکھتا ہے کہ گھر میں کچھ اوقات اور جگہیں ایسی ہیں جہاں موبائل کی گنجائش نہیں، تو وہ سماجی تعلقات کی اہمیت کو سمجھنے لگتا ہے۔

اوقات کا ایک سخت نظام بنانا بچے کی زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے خاص اوقات مقرر کریں، مثلاً سکول کا کام مکمل کرنے کے بعد یا ایک مخصوص وقت سے پہلے موبائل کا استعمال نہ ہو۔ یہ اصول جب پورے خاندان پر لاگو ہوں، تو بچہ اس کو مجبوری کے بجائے ایک عادت کے طور پر اپناتا ہے، جس سے اس کی روزمرہ کی مصروفیات میں توازن قائم رہتا ہے۔

ٹیکنالوجی فری زون اور اوقات کا نظام دراصل بچے کو حقیقی دنیا سے جوڑنے کا ایک عملی قدم ہے۔ جب بچہ مسلسل اسکرین سے دور ہو کر کتابوں، کھیلوں یا والدین کے ساتھ بات چیت میں وقت گزارتا ہے، تو اس کی ذہنی نشوونما بہتر انداز میں ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار سوشل میڈیا کی لت کو توڑنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور گھر کو ایک ایسا گہوارہ بناتا ہے جہاں ٹیکنالوجی کے بجائے اخلاقی اقدار اور محبت کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔¹⁶

سامبر خطرات سے بچوں کو بچانے کے عملی حفاظتی اقدامات

سامبر دنیا میں بچوں کو کئی طرح کے خطرات کا سامنا ہوتا ہے، جن میں آن لائن ہراسانی، غیر اخلاقی ویب سائٹس، اور ڈیٹا چوری شامل ہیں۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان خطرات سے واقف ہوں اور بچوں کو سمجھائیں کہ انٹرنیٹ پر کسی بھی اجنبی کو ذاتی معلومات فراہم کرنا کتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ جب بچہ خطرات کی نوعیت کو سمجھ جاتا ہے، تو وہ آن لائن احتیاط برتنے میں زیادہ سنجیدہ ہو جاتا ہے، جو اسے بہت سی بڑی پریشانیوں سے بچا سکتا ہے۔

والدین کو جدید حفاظتی سافٹ ویئر اور پیرنٹل کنٹرول (Parental Controls) کا استعمال یقینی بنانا چاہیے۔ یہ ٹولز انٹرنیٹ پر موجود نقصان دہ مواد کو خود کار طریقے سے بلاک کر دیتے ہیں، جس سے بچوں کے لیے ایک محفوظ ڈیجیٹل ماحول تخلیق ہوتا ہے۔ والدین کو وقتاً فوقتاً بچے کے براؤزر کی ہسٹری اور ایپس کو چیک کرنا چاہیے، لیکن یہ کام اعتماد اور شفافیت کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ بچے کا والدین پر اعتماد برقرار رہے۔

¹⁵ ہاشمی، طارق: سوشل میڈیا اور ہمارے عقائد، مرکزی دارالاشاعت، لاہور، 2022ء، ص: 75

¹⁶ قریشی، نعمان: ڈیجیٹل نسل اور ہماری ذمہ داریاں، بکین ہاؤس پبلی کیشنز، ملتان، 2025ء، ص: 67

سائبر سیکیورٹی کا ایک اہم حصہ بچوں کو یہ سکھانا ہے کہ وہ کسی بھی مشکوک لنک یا میسج پر کلک نہ کریں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ "ڈیجیٹل سیفٹی" پر بات کریں اور انہیں بتائیں کہ اگر کوئی آن لائن انہیں تنگ کرے یا دھمکائے تو وہ فوری طور پر والدین کو مطلع کریں۔ یہ عملی حفاظتی اقدامات بچے کو سوشل میڈیا کی تاریکیوں سے نکال کر ایک محفوظ دائرے میں رکھتے ہیں، جس سے ان کی ذہنی اور جسمانی سلامتی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔¹⁷

بچوں کی دینی تعلیم اور عقائد کی مضبوطی بطور ڈھال

بچوں کے عقائد کی مضبوطی ہی سوشل میڈیا پر پھیلانے جانے والے فکری اور نظریاتی فتنوں کے خلاف سب سے بڑی ڈھال ہے۔ جب بچے کے دل میں اللہ کی وحدانیت، رسالت اور آخرت کے تصورات پختہ ہوتے ہیں، تو وہ انٹرنیٹ پر موجود دینی اور گمراہ کن نظریات سے متاثر نہیں ہوتا۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچے کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے عقلی اور علمی جوابات بھی فراہم کریں تاکہ اس کا ایمان کسی بھی شک و شبہ سے محفوظ رہ سکے۔

دینی تعلیم محض کتابوں تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ اسے بچے کی روزمرہ زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔ جب بچہ عملی طور پر اسلام کے احکامات (جیسے نماز، حیا اور سچائی) کو اپنی زندگی میں لپکاتا ہے، تو وہ سوشل میڈیا پر بھی ان اقدار کا پاسبان بن جاتا ہے۔ والدین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ بچے کو قرآن پاک کی تلاوت اور سیرت نبوی کے مطالعے کا عادی بنائیں، کیونکہ یہی وہ نور ہے جو بچے کے دل کو تاریک ویب سائٹس اور غلط خیالات سے بچاتا ہے۔¹⁸

ایمانی حصار کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے اندر وہ "اندرونی جج" پیدا کیا جائے جو اسے گناہ کے کاموں میں ٹوک سکے۔ جب بچہ یہ جان لیتا ہے کہ اللہ اسے ہر وقت دیکھ رہا ہے، تو سوشل میڈیا پر تنہائی میں بھی وہ غیر اخلاقی مواد دیکھنے سے پرہیز کرتا ہے۔ عقائد کی یہ مضبوطی ہی دراصل تربیتِ اولاد کا اصل مقصد ہے، جو اسے ڈیجیٹل دنیا کے طوفانوں میں بھی اپنی پہچان اور دین پر قائم رہنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔

سوشل میڈیا کے "خوفِ فوت" (FOMO) کا نفسیاتی تدارک

سوشل میڈیا پر ہر وقت موجود رہنے کا دباؤ جسے نفسیاتی اصطلاح میں "FOMO" (خوفِ فوت) کہا جاتا ہے، بچوں میں ذہنی تناؤ اور احساسِ کمتری کا باعث بنتا ہے۔ بچے یہ سوچتے ہیں کہ اگر وہ سوشل میڈیا پر نہیں ہوں گے، تو کوئی اہم خبر یا رجحان (Trend) ان سے چھوٹ جائے گا۔ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو سمجھائیں کہ ورچوئل دنیا کی یہ مصنوعی دوڑ اصل زندگی کی کامیابی نہیں ہے اور اس کے پیچھے بھگانا صرف وقت کا ضیاع ہے۔

والدین کو اس نفسیاتی دباؤ کو کم کرنے کے لیے بچوں کی توجہ حقیقی دنیا کی کامیابیوں کی طرف مبذول کرانی چاہیے۔ جب بچہ اپنی عملی زندگی، تعلیم اور کھیلوں میں کامیابیاں حاصل کرتا ہے، تو اس کا خود اعتمادی کا لیول بڑھ جاتا ہے اور اسے دوسروں کی سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئی مصنوعی کامیابیوں سے حسد یا احساسِ کمتری نہیں ہوتی۔ والدین بچے کو یہ باور کرائیں کہ اللہ نے اسے جو صلاحیتیں دی ہیں، وہی اس کی اصل دولت ہے نہ کہ سوشل میڈیا پر ملنے والے "لائکس"۔

اطمینانِ قلب کے لیے والدین کو گھر میں قناعت اور صبر کا ماحول پیدا کرنا چاہیے۔ جب بچہ اس بات پر قناعت کرنا سیکھ جاتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کی عطا ہے، تو وہ سوشل میڈیا کی اندھی تقلید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ والدین بچے کو یہ احساس دلائیں کہ اس کی قدر سوشل میڈیا پر اس کے فالورز کی تعداد سے نہیں بلکہ اس کے کردار اور اخلاق سے ہے۔ یہ شعور ہی بچے کو اس نفسیاتی بیماری سے بچا کر ایک پرسکون اور باوقار زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔¹⁹

ہم عمر دوستوں (Peer Pressure) کی صحبت اور انتخابِ رفاقت

بچے کی شخصیت سازی میں ہم عمر دوستوں (Peer Group) کا کردار انتہائی گہرا ہوتا ہے، خاص طور پر ڈیجیٹل دور میں جہاں دوست آن لائن رابطے میں رہتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر موجود دوستوں کا دباؤ اکثر بچوں کو غلط راستوں اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کی طرف مائل کرتا ہے، جسے "پیئر پریشر" کہتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کی آن لائن صحبت پر گہری نظر رکھیں اور اسے یہ سمجھائیں کہ ہر آن لائن دوست، حقیقی دوست نہیں ہوتا۔

¹⁷ گیلانی، عبدالرحمن: جدید ٹیکنالوجی اور اسلامی ضابطہ اخلاق، دارالسلام پبلی کیشنز، لاہور، 2024، ص: 134

¹⁸ یوسف، حمیرا: موجودہ معاشرہ اور خاندانی اقدار، سماجی مطالعہ پبلیشرز، کوئٹہ، 2023، ص: 65

¹⁹ ہاشمی، طارق: سوشل میڈیا اور ہمارے عقائد، مرکزی دارالاشاعت، لاہور، 2022، ص: 63

والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کے حقیقی زندگی کے دوستوں کے ساتھ ساتھ اس کے آن لائن حلقہ احباب سے بھی واقف ہوں۔ جب والدین بچوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ اچھے دوست وہی ہیں جو دین اور اخلاق کی طرف لے جائیں، تو بچے سوشل میڈیا پر بھی صحیح دوستوں کا انتخاب کرنے میں دانشمندی سے کام لیتا ہے۔ والدین بچے کو یہ بھی سکھائیں کہ اگر کوئی دوست اسے کسی غلط کام کے لیے سوشل میڈیا پر اکسائے، تو وہ کیسے اسے "نہیں" (Refuse) کہہ کر اپنا دفاع کر سکتا ہے۔

صالح دوستوں کا انتخاب تربیتِ اولاد میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ والدین بچے کو ایسے گروپس اور کمیونٹیز میں شامل ہونے کی ترغیب دیں جہاں اچھی باتیں، تعلیم اور مثبت سرگرمیوں کا چرچا ہو۔ جب بچہ مثبت ماحول اور اچھے دوستوں کے درمیان رہتا ہے، تو وہ سوشل میڈیا کے منفی دباؤ سے محفوظ رہتا ہے۔ والدین کی یہ نگرانی اور بروقت رہنمائی بچے کو غلط صحبت کے اثرات سے بچا کر اسے ایک بااخلاق اور مضبوط شخصیت کے طور پر ابھرنے میں مدد دیتی ہے۔²⁰

والدین کا عملی نمونہ: بچوں کے سامنے موبائل کا محدود استعمال

تربیت کا سب سے مؤثر طریقہ "عملی نمونہ" بننا ہے، کیونکہ بچے وہی کچھ سیکھتے ہیں جو وہ اپنے والدین کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اگر والدین خود ہر وقت موبائل اسکرین میں لگن رہیں گے، تو وہ بچوں سے اس بات کی توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ سوشل میڈیا کا محدود استعمال کریں۔ والدین کا موبائل کے ساتھ ایک محتاط اور محدود رویہ ہی بچوں کے لیے سب سے بڑی عملی تلقین ہے، جس سے وہ یہ سیکھتے ہیں کہ ٹیکنالوجی ضرورت کی چیز ہے، تفریح یا وقت گزاری کا واحد ذریعہ نہیں۔

والدین کو گھر کے اوقات میں اپنے موبائل فونز کو ایک طرف رکھ کر بچوں کو وقت دینا چاہیے تاکہ وہ خاندانی ماحول کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ جب والدین اپنی مصروفیات میں موبائل کو اولیت دینے کے بجائے بچوں کے ساتھ گفتگو، کھیل کود اور مشوروں کو فوجیت دیتے ہیں، تو بچے خود بخود اسکرین سے دوری اختیار کر لیتا ہے۔ عملی نمونہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے سامنے سوشل میڈیا کا استعمال صرف اس وقت کریں جب کوئی بہت اہم کام یا ضرورت ہو۔

والدین کا اعتدال پسندانہ رویہ بچوں میں بھی ڈسپلن پیدا کرتا ہے اور انہیں ٹیکنالوجی کے بے جا استعمال سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب بچے اپنے والدین کو ذمہ دارانہ انداز میں ٹیکنالوجی استعمال کرتے دیکھتے ہیں، تو ان کے ذہن میں یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ موبائل ایک آلہ ہے، نہ کہ زندگی کا محور۔ والدین کی یہ عملی حکمت عملی ہی بچے کو سوشل میڈیا کی لت سے بچانے کا سب سے آسان اور کامیاب نسخہ ہے، جو کسی بھی قسم کی روک ٹوک یا ڈانٹ ڈپٹ سے زیادہ اثر انگیز ثابت ہوتی ہے۔²¹

خاندانی مشاورت اور بچوں کی رائے کا احترام

اسلام میں مشاورت (شوریٰ) کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اور اسے گھر کی سطح پر نافذ کرنا بچوں کی شخصیت کو نکھارنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جب والدین خاندانی معاملات یا سوشل میڈیا کے استعمال کے قواعد طے کرتے وقت بچوں سے مشاورت کرتے ہیں، تو بچے ان اصولوں کی پاسداری کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ بچوں کی رائے کا احترام کرنا انہیں یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ خاندان کا ایک اہم حصہ ہیں، جس سے ان کا اعتماد بڑھتا ہے اور وہ خود کو غیر ذمہ دارانہ سرگرمیوں سے دور رکھتے ہیں۔

بچوں کی رائے کو اہمیت دینے سے والدین کو ان کے ڈیجیٹل رویوں کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ ہفتہ وار خاندانی میٹنگ کا انعقاد کریں جس میں بچوں سے پوچھا جائے کہ انہوں نے سوشل میڈیا پر کیا سیکھا یا انہیں کن مسائل کا سامنا ہے۔ جب بچے کو اپنی بات کہنے کی آزادی ملتی ہے، تو وہ والدین کے سامنے زیادہ کھل کر بات کرتا ہے، جس سے والدین کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بچہ کس فکری راستے پر چل رہا ہے اور اسے کہاں اصلاح کی ضرورت ہے۔

خاندانی مشاورت کے ذریعے سوشل میڈیا کے قواعد خود طے کرنے سے ان پر عمل درآمد آسان ہو جاتا ہے۔ جب بچہ خود ان اصولوں کو بنانے میں شریک ہوتا ہے، تو وہ ان کی خلاف ورزی کرنے سے جھجھکتا ہے کیونکہ اس نے خود اپنی مرضی سے انہیں قبول کیا ہوتا ہے۔ والدین اور اولاد کے درمیان یہ باہمی احترام اور مشاورت کا عمل بچے کو ایک خود مختار اور ذمہ دار شہری بناتا ہے، جو سوشل میڈیا پر بھی اپنے اخلاقی وقار کو برقرار رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔²²

²⁰ ظفر، عبدالحمید: اسلام اور تربیتِ اولاد، جلد اول، اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، اسلام آباد، 2023، ص: 156

²¹ یوسف، حمیرا: موجودہ معاشرہ اور خاندانی اقدار، سماجی مطالعہ پبلیشرز، کوئٹہ، 2023، ص: 78

²² زاہد، محمود: تربیتِ اولاد: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مکتبہ تعمیر افکار، لاہور، 2025، ص: 176

سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد پر والدین کا فوری رد عمل

سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی یا فحش مواد کا سامنا ہونا آج کے دور کی تلخ حقیقت ہے، اور والدین کو اس پر فوری اور مؤثر رد عمل دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ والدین کا رد عمل جذباتی یا صرف غصے پر مبنی نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے ایک "اصلاحی مداخلت" ہونا چاہیے۔ جب بھی والدین کو علم ہو کہ بچہ کسی غیر اخلاقی مواد تک پہنچ گیا ہے، تو انہیں فوری طور پر اس سروس کو بلا کرنا چاہیے اور بچے کے ساتھ ٹھنڈے دل و دماغ سے اس کے نقصانات پر گفتگو کرنی چاہیے۔

فوری رد عمل کا مقصد بچے کو شرمندہ کرنا نہیں، بلکہ اسے اس دلدل سے نکالنا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کو اعتماد میں لے کر یہ سمجھائیں کہ اس طرح کا مواد نہ صرف دین کے خلاف ہے بلکہ یہ اس کی اپنی ذہنی صحت اور اخلاق کے لیے بھی تباہ کن ہے۔ جب والدین اس معاملے پر سختی اور شفقت کا متوازن رویہ اپناتے ہیں، تو بچہ دوبارہ ایسی غلطی کرنے سے گریز کرتا ہے۔ غفلت برتنایا "دیکھ لیں گے" والا رویہ بچے کے لیے مستقل ہلاک کا باعث بن سکتا ہے۔

والدین کا بروقت ایکشن بچے کو یہ پیغام دیتا ہے کہ اس کے گھر میں اخلاقی حدود کا احترام کیا جاتا ہے۔ والدین کو یہ بھی چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر "رپورٹ" کرنے کے آپشن کو استعمال کریں تاکہ وہ غلط مواد دوسرے بچوں تک نہ پہنچ سکے۔ والدین کی یہ استعدادی اور فوری رد عمل ہی بچے کو ایک محفوظ ڈیجیٹل ماحول فراہم کرتی ہے۔ اخلاقی گراؤٹ پر خاموشی اختیار کرنے سے بہتر ہے کہ والدین بروقت مداخلت کر کے اپنی اولاد کے ایمان اور حیا کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔²³

نماز، تلاوت اور ذکر الہی: روحانی سکون کے ذرائع

سوشل میڈیا کے شور و غل اور ڈیجیٹل دنیا کی مصنوعی چکاچوند میں بچے کا دل اکثر بے چینی اور انتشار کا شکار رہتا ہے، جس کا واحد حل اللہ تعالیٰ کی یاد اور روحانی تعلق میں مضمر ہے۔ قرآن مجید کا یہ اصول کہ "یقیناً اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے" (سورۃ الرعد: 28)، آج کے ڈیجیٹل دور میں ایک آزمودہ نسخہ ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں میں نماز کی پابندی، تلاوت قرآن اور اللہ کے ذکر کا ذوق پیدا کریں، کیونکہ یہ عبادات بچے کو ایک ایسی روحانی طاقت عطا کرتی ہیں جو اسے سوشل میڈیا پر موجود گمراہیوں سے دور رکھتی ہیں۔

نماز بچے کو دن میں پانچ بار دنیاوی معاملات سے کٹ کر خالق حقیقی کے حضور کھڑا کرتی ہے، جو اسے گناہوں سے بچانے کے لیے ایک عملی ڈھال ہے۔ سوشل میڈیا پر جو وقت بچہ ضائع کر کے اپنی روحانیت تباہ کرتا ہے، اسے تلاوت قرآن اور ذکر الہی کے ذریعے بحال کیا جاسکتا ہے۔ والدین کا کام ہے کہ وہ گھر میں تلاوت کا ماحول بنائیں تاکہ بچے کے کانوں میں اللہ کا کلام پڑے، جس سے اس کی شخصیت میں ایک پاکیزگی اور سکون پیدا ہو۔ یہ روحانی عمل سوشل میڈیا کی لت سے چھٹکارا پانے کا سب سے مؤثر طریقہ ہے۔ آخر میں، ذکر الہی سے پیدا ہونے والا سکون قلب بچے کو سوشل میڈیا کی ان فضول چیٹس اور بلا مقصد ویڈیوز کی ضرورت نہیں رہنے دیتا۔ جب بچہ اللہ کی محبت میں مشغول ہو جاتا ہے، تو وہ ان تمام غیر اخلاقی چیزوں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے جو پہلے اسے اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو ذکر کے حلقوں میں شریک کریں اور انہیں اس بات کا احساس دلایں کہ حقیقی سکون کسی ڈیجیٹل اسکرین پر نہیں بلکہ اللہ کے ذکر میں پوشیدہ ہے۔ یہ روحانی تربیت بچے کو دنیا کے ہر فتنے سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے۔²⁴

بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی و انعامات

ہر بچہ اللہ کی طرف سے کچھ نہ کچھ تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، اور اگر والدین ان صلاحیتوں کو پہچان کر ان کی حوصلہ افزائی کریں، تو وہ بچہ سوشل میڈیا پر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے فن کو نکھارنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی مصوری، لکھائی، ٹیکنالوجی کے تعمیری استعمال، یا کسی بھی ہنر کو اہمیت دیں۔ جب بچہ اپنی تخلیقی کامیابی پر داد پاتا ہے، تو اس کی خود اعتمادی بڑھتی ہے اور وہ سوشل میڈیا کی مصنوعی تعریفوں (لائکس / کمینٹس) کا محتاج نہیں رہتا۔

حوصلہ افزائی کا عمل بچے کو ایک نئی توانائی دیتا ہے جس سے وہ اپنی صلاحیتوں کو مفید سمت میں لگانے کے لیے پرعزم ہو جاتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی مثبت کامیابیوں پر انہیں انعامات دیں، جس سے وہ اپنی ڈیجیٹل سرگرمیوں کو محدود کر کے تعمیری کاموں پر توجہ دے سکیں۔ جب والدین بچے کی تخلیقی کوششوں کی تعریف کرتے

²³ قریشی، نعمان: ڈیجیٹل نسل اور ہماری ذمہ داریاں، بیکن ہاؤس پبلی کیشنز، ملتان، 2025، ص: 72

²⁴ انصاری، محمد عبد الحمید: عہد جدید اور ٹیکنالوجی کے سماجی اثرات، علمی کتب خانہ، اسلام آباد، 2022، ص: 165

ہیں، تو بچہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کی اصل قدر اس کے کام میں ہے، نہ کہ اسکرین کے سامنے گزارے گئے وقت میں۔ یہ طریقہ کار بچے کو سوشل میڈیا کی بے مقصدیت سے نکال کر ایک بامقصد زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔

تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف بچہ فطری طور پر پرسکون اور باشعور ہوتا ہے کیونکہ اسے اپنے اندر ایک مثبت مقصد نظر آتا ہے۔ والدین کا کردار ایک ایسے سہولت کار کا ہونا چاہیے جو بچے کو وسائل فراہم کرے تاکہ وہ اپنے ہنر میں مزید مہارت حاصل کر سکے۔ جب والدین بچے کو انعام و اکرام سے نوازتے ہیں، تو یہ بچے کے لیے ایک بہت بڑا محرک ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ بچے کو سوشل میڈیا کی اس لت سے نجات دلانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے جو آج کل والدین کے لیے سب سے بڑا دردِ سر بنی ہوئی ہے۔²⁵

تعلیمی اداروں کے اساتذہ کے ساتھ مشترکہ لائحہ عمل

تربیتِ اولاد صرف گھر تک محدود نہیں، بلکہ اس میں تعلیمی اداروں کے اساتذہ کا بھی انتہائی حصہ ہے جتنا والدین کا۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اساتذہ کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہیں اور انہیں بچے کے سوشل میڈیا استعمال کے رجحانات سے آگاہ کریں تاکہ سکول اور گھر دونوں جگہوں پر ایک ہی طرح کے اصولوں کا اطلاق کیا جاسکے۔ جب اساتذہ اور والدین مل کر بچے کی ڈیجیٹل سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہیں، تو بچہ خود کو زیادہ ذمہ دار محسوس کرتا ہے اور اسے کسی بھی جگہ غیر ذمہ دارانہ رویہ اپنانے کا موقع نہیں ملتا۔

مشترکہ لائحہ عمل کے ذریعے اساتذہ سکول میں بچوں کو انٹرنیٹ کے اخلاقی اور تعلیمی استعمال کے بارے میں ورکشاپس دے سکتے ہیں، جس سے بچوں کے ذہنوں میں ایک واضح تصور پیدا ہوتا ہے۔ اگر گھر اور سکول کا پیغام ایک ہی ہو، تو بچے کے لیے سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال مشکل ہو جاتا ہے۔ والدین اور اساتذہ کا باہمی تبادلہ خیال بچے کی تعلیمی کارکردگی اور اخلاقی نشوونما میں بہتری لاتا ہے، جس سے وہ ڈیجیٹل دور کے منفی اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

اساتذہ بچے کے کردار کو گھر سے باہر ایک نئے زاویے سے دیکھتے ہیں، اس لیے ان کی رائے والدین کے لیے انتہائی اہم ثابت ہو سکتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اساتذہ کے ساتھ مل کر ایسی پالیسیاں بنائیں جو بچے کو سوشل میڈیا کے استعمال میں اعتدال پر مجبور کریں۔ جب بچہ دیکھتا ہے کہ اس کے والدین اور اساتذہ اس کی اصلاح کے لیے متحد ہیں، تو وہ سوشل میڈیا کے غیر صحت مندانہ استعمال سے خود بخود باز آ جاتا ہے۔ یہ یکجہتی ہی بچے کو ایک محفوظ ڈیجیٹل مستقبل دینے کی کنجش ہے۔²⁶

استقامت، دعا اور اللہ سے توفیق تربیت کی طلب

تربیتِ اولاد کا راستہ کانٹوں سے بھرا ہے، جس کے لیے والدین کو صبر اور استقامت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ سوشل میڈیا کے اس طوفانی دور میں فوری نتائج کی توقع کرنا بے جا ہے، بلکہ والدین کو مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہ میں اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم رہیں۔ استقامت کا مطلب یہ ہے کہ جب تک بچہ مکمل طور پر درست راہ پر نہ آجائے، والدین اپنی نگرانی اور تربیت کے عمل کو کمزور نہ پڑنے دیں۔

دعا تربیت کا سب سے طاقتور ہتھیار ہے کیونکہ دلوں کو بدلنے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ والدین جب اپنی تمام تر کاوشوں کے بعد اللہ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی اولاد کے لیے ہدایت کی دعا کرتے ہیں، تو اللہ ان کی کوششوں میں برکت ڈال دیتا ہے۔ انبیاء کرام نے بھی اپنی اولاد کے لیے دعائیں مانگی ہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا "رب اجعلنی مقيم الصلاة ومن ذریعتی" والدین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دن رات اپنی اولاد کی ڈیجیٹل حفاظت کے لیے اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ انہیں گمراہی سے بچائے۔

آخری بات یہ ہے کہ والدین کو ہمیشہ یہ مانگتے رہنا چاہیے کہ اللہ انہیں اولاد کی تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ انسان اپنی ہمت سے بہت کچھ کرنا چاہتا ہے لیکن کامیابی صرف اللہ کی مدد سے ہی ملتی ہے۔ جب والدین خلوص نیت سے کوشش بھی کریں اور دعا بھی، تو ان کی تربیت کا اثر ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ استقامت، دعا اور اللہ پر توکل کے ساتھ یہ سفر جاری رکھنے سے نہ صرف اولاد کا سوشل میڈیا کے غیر صحت مندانہ استعمال سے بچاؤ یقینی بنتا ہے، بلکہ والدین کو بھی آخرت میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔²⁷

عملی تجاویز

گھر میں ایک ایسی ڈائری یا رجسٹر کا اہتمام کریں جس میں بچوں کے سوشل میڈیا استعمال کرنے کے اوقات اور دیکھے گئے مواد کا مختصر ریکارڈ رکھا جاسکے، تاکہ نگرانی کا ایک مربوط نظام قائم رہے۔

²⁵ ناصر، جاوید اقبال: تعلیم اور ڈیجیٹل میڈیا: مسائل اور حل، تعلیمی پریس، فیصل آباد، 2024، ص: 45

²⁶ صدیقی، عائشہ: سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال، یونیورسل پبلیشرز، کراچی، 2024، ص: 76

²⁷ النعمانی، منظور احمد: تربیتِ اولاد کا نبوی منہج، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2021، ص: 87

ہفتے میں ایک بار گھر کے تمام افراد کے ساتھ مل کر خاندانی میٹنگ کریں جس میں بچوں کو سوشل میڈیا پر پیش آنے والے واقعات شیئر کرنے کا موقع دیں، تاکہ وہ والدین کو اپنا دوست سمجھ سکیں اور بات کو چھپانے کے بجائے اعتماد میں لیں۔

گھر کے اہم حصوں کو جیسے کھانے کی میز اور سونے کے کمرے کو مکمل طور پر ٹیکنالوجی سے پاک زون قرار دیں تاکہ آپس میں گفتگو کرنے اور تعلقات کو مضبوط بنانے کا وقت مل سکے۔

بچوں کے سامنے موبائل یا سوشل میڈیا کا استعمال اپنی ضرورت تک محدود رکھیں کیونکہ والدین کا عملی نمونہ ہی بچے کی شخصیت سازی کا سب سے پہلا اور اہم سبق ہوتا ہے۔²⁸

بچوں کی دلچسپی کے مطابق انہیں کھیلوں، کتب بینی یا کسی فنی ہنر میں مصروف رکھیں تاکہ ان کی توانائیاں مثبت کاموں میں خرچ ہوں اور انہیں فارغ وقت میں سوشل میڈیا کی مصنوعی دنیا کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملے۔

سمارٹ فونز اور کمپیوٹرز میں پیرنٹل کنٹرول ایپس کا استعمال یقینی بنائیں تاکہ انٹرنیٹ پر موجود غیر اخلاقی اور نقصان دہ مواد تک بچوں کی رسائی کو خود کار طریقے سے روکا جاسکے۔

بچے کی آن لائن سرگرمیوں پر جا سوسی کرنے کے بجائے اسے دوستانہ نگرانی کا احساس دلائیں تاکہ وہ کسی بھی قسم کی مشکل میں پڑنے پر بلا جھجک والدین سے رجوع کر سکے۔

گھر میں نماز، تلاوت قرآن اور دینی ذکر کا ایسا پرسکون ماحول بنائیں جو بچے کے دل کو اطمینان بخشنے اور اسے دنیاوی فتنوں کے سامنے مضبوط روحانی حصار فراہم کرے۔ بچوں کے ساتھ مل کر سوشل میڈیا کے خطرات جیسے سائبر بلگ، نجی معلومات کا غلط استعمال اور ڈیٹا چوری پر گفتگو کریں تاکہ وہ انٹرنیٹ پر احتیاط برتنے کا شعور حاصل کر سکیں۔

بچوں کے لیے سوشل میڈیا پر ایسے معلوماتی، علمی اور تاریخی چینلز تلاش کریں جو ان کی فکری صلاحیتوں کو نکھارنے اور ان کے دینی علم میں اضافے کا باعث بنیں۔ اگر بچہ کبھی غلطی سے کسی غیر اخلاقی مواد تک پہنچ جائے تو اسے ڈاؤن لوڈ کرنے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے اس کے نقصانات سمجھائیں تاکہ وہ آئندہ ایسی غلطی سے گریز کر سکے۔²⁹

بچے کے آن لائن اور حقیقی زندگی کے دوستوں پر نظر رکھیں اور اسے صالح اور نیک صحبت اختیار کرنے کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ ہم عمر دہائے بچہ سے۔ اگر بچہ طے شدہ اصولوں اور اوقات کی پابندی کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کریں اور چھوٹے چھوٹے تحائف یا شاباش کے ذریعے اس کی اچھی عادتوں کو مزید پختہ کریں۔

تعلیمی اداروں کے اساتذہ کے ساتھ رابطے میں رہیں تاکہ سکول اور گھر دونوں مقامات پر بچے کی تربیت کے لیے ایک جیسا اور مربوط لائحہ عمل اختیار کیا جاسکے۔ تربیت کے اس طویل اور صبر آزماسفر میں استقامت کا مظاہرہ کریں اور اپنی اولاد کو سوشل میڈیا کے فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہر نماز کے بعد اللہ کے حضور خصوصی دعائیں مانگیں۔

آپ کے مقالے کے اختتامی حصے کے لیے، نتائج اور سفارشات کو ملا کر 12 اہم نکات ذیل میں دیے گئے ہیں۔ یہ نکات آپ کی تحقیق کا نچوڑ اور مستقبل کے لیے ایک واضح لائحہ عمل فراہم کریں گے:

نتائج اور سفارشات

سوشل میڈیا کے غیر صحت مندانہ استعمال کا سب سے بنیادی حل والدین اور اولاد کے درمیان مضبوط "اعتماد کا رشتہ" قائم کرنا ہے، کیونکہ خلوص پر مبنی تعلق ہی بچے کو ہر قسم کے ڈیجیٹل خطرات سے بچا سکتا ہے۔

²⁸ ادارہ اسلامی ریسرچ: سائبر کرائم اور بچوں کے لیے حفاظتی اقدامات، جلد دوم، ادارہ مطبوعات سلیمانیہ، ملتان، 2025، ص: 150

²⁹ ادارہ اسلامی ریسرچ: سائبر کرائم اور بچوں کے لیے حفاظتی اقدامات، جلد دوم، ادارہ مطبوعات سلیمانیہ، ملتان، 2025، ص: 152

موجودہ ڈیجیٹل دور میں بچوں کو ٹیکنالوجی سے مکمل دور کرنا ممکن نہیں، لہذا والدین کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بچوں کو ٹیکنالوجی کے استعمال کا "اسلامی ضابطہ اخلاق" سکھائیں تاکہ وہ اسے ضرورت کے مطابق استعمال کریں۔

تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جن گھروں میں دینی ماحول (نماز، تلاوت اور ذکر) کا اہتمام ہے، وہاں کے بچے سوشل میڈیا کی مصنوعی اور اخلاقی طور پر گراؤٹ کا شکار دنیا سے خود کو محفوظ رکھنے میں زیادہ کامیاب ہیں۔

والدین کے لیے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی (پیرنٹل کنٹرول، فلٹرز، اور سیکیورٹی فیچرز) سے خود کو آگاہ کریں تاکہ وہ تکنیکی طور پر اپنے بچوں کی مؤثر نگرانی کر سکیں۔³⁰

بچوں کے لیے تعمیری متبادل کا اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے؛ جب تک بچے کو گھریباہر کوئی مفید مشغلہ (کھیل، مطالعہ، یا ہنر) نہیں ملے گا، وہ سوشل میڈیا پر وقت ضائع کرنے کو ترجیح دے گا۔

اساتذہ اور والدین کے درمیان مسلسل رابطے کو یقینی بنانا چاہیے، کیونکہ بچہ سکول اور گھر دونوں مقامات پر ایک ہی طرح کے اصولوں کا پابند ہوگا تو اس کی شخصیت میں توازن پیدا ہوگا۔

سوشل میڈیا پر موجود "خوف فوم" (FOMO) سے بچنے کے لیے بچوں کی ذہنی تربیت کی جائے تاکہ وہ اپنی اصل زندگی کی کامیابیوں کو ڈیجیٹل دنیا کی مصنوعی تعریفوں پر فوقیت دینا سیکھ سکیں۔

والدین کو سوشل میڈیا کے استعمال پر بچوں کے ساتھ بحث کرنے کے بجائے مشاورت کا طریقہ اپنانا چاہیے، کیونکہ جب بچے خود اصول سازی میں شامل ہوں گے تو وہ ان کی پاسداری کے زیادہ پابند ہوں گے۔

سوشل میڈیا کے مضر اثرات پر خاموشی اختیار کرنا غفلت برتنا بڑے اخلاقی ہکا بکا کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے، اس لیے ہر منفی سرگرمی پر فوری لیکن مشفقانہ رد عمل دینا ضروری ہے۔

تربیت کے عمل میں والدین کا اپنا عملی نمونہ سب سے زیادہ اثر انگیز ہے؛ اگر والدین خود ہر وقت سوشل میڈیا پر مگن رہیں گے تو بچوں کو سدھارنے کی تمام تدبیریں ناکام ہو جائیں گی۔

بچوں کے حلقہ احباب کی کڑی نگرانی کی سفارش کی جاتی ہے، کیونکہ سوشل میڈیا پر موجود "ہم عمر دباؤ" (Peer Pressure) ہی وہ سب سے بڑی قوت ہے جو بچے کو غلط راستے پر لے جاتی ہے۔

آخر میں، یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ تربیت اولاد ایک مسلسل عمل ہے جس میں استقامت، صبر اور اللہ سے توفیق کی دعائی کامیابی کی حقیقی ضمانت ہے، لہذا والدین کو اپنی کوششوں میں کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔³¹

³⁰ قریشی، نعمان: ڈیجیٹل نسل اور ہماری ذمہ داریاں، بکین ہاؤس پبلی کیشنز، ملتان، 2025، ص: 121

³¹ ناصر، جاوید اقبال: تعلیم اور ڈیجیٹل میڈیا: مسائل اور حل، تعلیمی پریس، فیصل آباد، 2024، ص: 67

مصادر و مراجع

- 1- قرآن مجید
- 2- احادیث مبارکہ
- 3- النعمانی، منظور احمد: تربیت اولاد کا نبوی منہج، مکتبہ معارف القرآن، کراچی،
- 4- ظفر، عبد الحمید: اسلام اور تربیت اولاد، جلد اول، اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، اسلام آباد،
- 5- زاہد، محمود: تربیت اولاد: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مکتبہ تعمیر افکار، لاہور
- 6- محمود، خالد: بچوں کی نفسیات اور سوشل میڈیا کا کردار، نفسیاتی علمی ادارہ،
- 7- قریشی، نعمان: ڈیجیٹل نسل اور ہماری ذمہ داریاں، بیکن ہاؤس پبلی کیشنز،
- 8- صدیقی، عائشہ: سوشل میڈیا کا غیر صحت مندانہ استعمال، یونیورسل پبلیشرز، کراچی،
- 9- فاروقی، ضیاء اللہ: جدید دور میں والدین کی ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمی ریسرچ سنٹر، پشاور،
- 10- ناصر، جاوید اقبال: تعلیم اور ڈیجیٹل میڈیا: مسائل اور حل، تعلیمی پریس، فیصل آباد،
- 11- انصاری، محمد عبد الحمید: عہد جدید اور ٹیکنالوجی کے سماجی اثرات، علمی کتب خانہ، اسلام آباد
- 12- ہاشمی، طارق: سوشل میڈیا اور ہمارے عقائد، مرکزی دارالاشاعت، لاہور
- 13- یوسف، حمیرا: موجودہ معاشرہ اور خاندانی اقدار، سماجی مطالعہ پبلیشرز، کوئٹہ
- 14- گیلانی، عبد الرحمن: جدید ٹیکنالوجی اور اسلامی ضابطہ اخلاق، دارالسلام پبلی کیشنز، لاہور
- 15- ادارہ اسلامی ریسرچ: سائبر کرائم اور بچوں کے لیے حفاظتی اقدامات، جلد دوم، ادارہ مطبوعات سلیمانیہ، ملتان